ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل

مسمّی بہ

جاء الحق وزهق الباطل

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اوّل)

اضافات جدیدہ و ضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہائیت محققانہ مدلل فیصلہ کردیا گیا ہے

مصنّفہ

حضرت حکیم الامت مولانا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ

سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باھتمام

محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر:۔ مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

Butt

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

چونکہ اس کتاب میں ہر مسئلہ کے متعلق قرآنی آیات پیش کی جاویں گی۔ اور ان آیات کی تفسیر بھی بیان ہوگی۔ اس لیئے تفسیر قرآن کے متعلق حسب ذیل باتیں لحاظ میں رکھنا ضروری ہیں۔

ایک تو ہے قرآن کی تفسیر، دوسری قرآن کی تاویل۔ تیسری قرآن کی تحریف، ان کی علیحدہ علیحدہ تعریفیں ہیں اور علیحدہ علیحدہ احکام۔

(۱) قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا حرام ہے۔ بلکہ اس کے لیئے نقل کی ضرورت ہے قرآن کی جائز تاویل اپنے علم ومعرفت سے کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ قرآن پاک کی تحریف کرنا کفر ہے۔

تفسیر:۔ قرآن کریم کے وہ احوال بیان کرنا ہیں جو عقل سے معلوم نہ ہوسکیں۔ ان میں نقل کی ضرورت ہو جیسے آیات کا شانِ نزول یا آیات کا ناسخ ومنسوخ ہونا۔ اگر کوئی شخص بغیر حوالہ نقل اپنی رائے سے کہدے کہ فلاں آیت منسوخ ہے یا فلاں آیت کا یہ شان نزول ہے تو معتبر نہیں۔ بلکہ کہنے والا گنہگار ہے۔

(۱) مشکوٰۃ کتاب العلم فصل دوم میں ہے:۔

مَنۡ قَالَ فِی الۡقُرۡاٰنِ بِرَاۡیِہٖ فَلۡیَتَبَوَّءۡ مَقۡعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔

(مشکوٰۃ میں اسی جگہ ہے) مَنۡ قَالَ فِی الۡقُرۡاٰنِ بِرَاۡیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدۡ اَخۡطَاءَ۔

جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا پس صحیح کہہ گیا تو بھی اس نے غلطی کی۔

اب تفسیر قرآن کے چند مرتبے ہیں۔ تفسیر بالقرآن۔ یہ سب سے مقدم ہے۔ اس کے بعد تفسیر قرآن بالاحادیث۔ کیونکہ حضور علیہ السلام صاحب قرآن ہیں۔ ان کی تفسیر قرآن نہایت ہی اعلیٰ۔ پھر قرآن کی تفسیر صحابہ کرام کے قول سے خصوصاً فقہاء صحابہ اور خلفائے راشدین کی تفسیر۔

رہی تفسیر قرآن تابعین یا تبع تابعین کے قول سے۔ یہ اگر روایت سے ہے تو معتبر ورنہ غیر معتبر ماخوذ از اعلاء کلمۃ اللہ للعلامہ گولڑوی قدس سرہٗ۔

(۲) تاویل قرآن یہ ہے کہ آیات قرآنیہ کے مضامین اور اس کی باریکیاں بیان کرے۔ اور صرفی ونحوی

قواعد سے اس میں طرح طرح سے نکات نکالے۔ یہ اہلِ علم کے لئے جائز ہے۔ ان میں نقل کی ضرورت نہیں اس کا ثبوت قرآنی آیات اور احادیث نبویہ و اقوالِ فقہا سے ہے۔

رب کریم فرماتا ہے پارہ ۵ سورۃ نساء۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔

تو کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت کے ماتحت یَتَدَبَّرُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں یَتَاَمَّلُوْنَ وَیَتَبَصَّرُوْنَ مَا فِیْهِ یعنی کیوں نہیں غور کرتے اس کے معنی میں اور کیوں نہیں عقل سے دیکھتے۔ ان خوبیوں کو جو قرآن میں ہیں۔

مشکوٰۃ کتاب القصاص فصل اول میں ہے کہ کسی صاحب نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس قرآن کے سوا کچھ اور بھی عطیہ مصطفٰے ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ تو فرمایا کہ

مَا عِنْدَنَا اِلَّا مَا فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا فَهْمًا یُّعْطٰی رَجُلٌ فِیْ کِتَابِهٖ۔

ہمارے پاس اس قرآن کے سوا اور کچھ نہیں ہاں وہ علم و فہم ہے جو کسی کو کتاب الٰہی کے متعلق عطا کر دی جاتی ہے۔

اسی حدیث کے ماتحت مرقاۃ میں ہے۔

وَالْمُرَادُ مِنْهُ مَا یُسْتَنْبَطُ بِهِ الْمَعَانِیْ وَیُدْرَکُ بِهِ الْاِشَارَاتُ وَالْعُلُوْمُ الْخَفِیَّةُ۔

اس فہم سے مراد وہ علم ہے جس سے قرآن کے معنے مستنبط کئے جائیں اور جس سے اشارات معلوم ہوں اور چھپے ہوئے علوم کا پتہ لگے۔

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآنی معنے میں غور کرنا اور علم و عقل سے کام لینا اس سے مسائل کا استنباط کرنا جائز ہے۔ ہر جگہ نقل کی ضرورت نہیں۔

جمل حاشیہ جلالین میں ہے۔ اَصْلُ التَّفْسِیْرِ الْکَشْفُ وَاَصْلُ التَّاْوِیْلِ الرُّجُوْعُ وَعِلْمُ التَّفْسِیْرِ عِلْمٌ عَنْ اَحْوَالِ الْقُرْاٰنِ مِنْ حَیْثُ دَلَالَتِهٖ عَلٰی مُرَادِ اللّٰهِ تَعَالٰی بِحَسَبِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِیَّةِ ثُمَّ هُوَ قِسْمَانِ تَفْسِیْرٌ وَهُوَ مَا لَا یُدْرَکُ اِلَّا بِالنَّقْلِ کَاَسْبَابِ النُّزُوْلِ وَتَاْوِیْلٌ

تفسیر کے لغوی معنے ہیں ظاہر کرنا اور تاویل کے معنے ہیں لوٹنا علم تفسیر قرآن پاک کے ان حالات کا جاننا ہے جو اللہ کی مراد کو بتائیں طاقت انسانی کے مطابق پھر اسکی دو قسمیں ہیں ایک تو تفسیر اور تفسیر وہ ہے جو نقل کے بغیر نہ معلوم ہو سکے اور ایک تاویل۔ اور تاویل وہ ہے جس کو عربی قاعدوں سے معلوم کر سکیں پس تاویل

وَهُوَ مَا يُمْكِنُ اِدْرَاكُهُ بِالْقَوَاعِدِ الْعَرَبِيَّةِ فَهُوَ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِالدِّرَايَةِ وَالسِّرُّ فِيْ جَوَازِ التَّاوِيْلِ بِالرَّاْيِ بِشُرُوْطِهٖ دُوْنَ التَّفْسِيْرِ اَنَّ التَّفْسِيْرَ كَشَهَادَةٍ عَلَى اللّٰهِ قَطْعٌ بِاَنَّهٗ عَنٰى بِهٰذَا اللَّفْظِ هٰذَا الْمَعْنٰى وَلَا يَجُوْزُ اِلَّا بِتَوْقِيْفٍ وَلِذَا جَزَمَ الْحَاكِمُ بِاَنَّ تَفْسِيْرَ الصَّحَابِيِّ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ وَالتَّاوِيْلُ تَرْجِيْحُ اِحْدَى الْمُحْتَمَلَاتِ بِلَا قَطْعٍ۔

کا تعلق فہم سے ہے اور تاویل کے رائے سے جائز ہونے میں اور تفسیر کے رائے سے ناجائز ہونے میں راز یہ ہے کہ تفسیر تو خدائے پاک پر گواہی دینا ہے اور اس کا یقین کرنا ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کلمہ کے یہ ہی معنی مراد لیئے ہیں اور یہ بغیر بتائے جائز نہیں اسی لئے حاکم نے فیصلہ کر دیا کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے اور تاویل چند احتمالات میں سے بعض کو ترجیح دے دینے کا نام ہے وہ بھی بلا یقین۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب العلم فصل دوم میں مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَاْيِهٖ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

اَیْ تَكَلَّمَ فِيْ مَعْنَاهُ اَوْ فِيْ قِرَاءَتِهٖ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ مِنْ غَيْرِ تَتَبُّعِ اَقْوَالِ الْاَئِمَّةِ مِنْ اَهْلِ اللُّغَةِ وَالْعَرَبِيَّةِ لِلْقَوَاعِدِ الشَّرْعِيَّةِ بَلْ بِحَسَبِ مَا يَقْتَضِيْهِ عَقْلُهٗ وَهُوَ مِمَّا يَتَوَقَّفُ عَلَى النَّقْلِ كَاَسْبَابِ النُّزُوْلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ۔

یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے معنیٰ یا اسکی قرأت میں اپنی طرف سے کلام کرے لغت اور زبان جاننے والے اماموں کے قول کی تلاش نہ کرے شرعی قاعدوں کا لحاظ نہ رکھے بلکہ اس طرح کہدے جسکو اسکی عقل چاہے حالانکہ یہ معنے ایسے ہوں کہ جن کا سمجھنا نقل پر موقوف ہو جیسے کہ شان نزول اور ناسخ و منسوخ۔

ترمذی جلد دوم کتاب التفسیر کے شروع میں ہے۔

وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغَيْرِهِمْ اَنَّهُمْ شَدَّدُوْا فِيْ هٰذَا فِيْ اَنْ تُفَسَّرَ الْقُرْاٰنُ بِغَيْرِ عِلْمٍ

بعض اہل علم صحابہ کرام وغیرہ سے یہ ہی روایت ہے کہ وہ حضرات اس میں بہت سختی کرتے تھے۔ کہ قرآن کی تفسیر بغیر علم کی جائے۔

اس حدیث کے حاشیہ میں مجمع البحار سے نقل فرمایا۔

لَا يَجُوْزُ اَنْ يُّرَادَ اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ اَحَدٌ فِي الْقُرْاٰنِ اِلَّا بِمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّ الصَّحَابَةَ قَدْ فَسَّرُوْا وَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ عَلٰى وُجُوْهٍ وَلَيْسَ

یہ تو جائز نہیں کہ اس عبارت کی یہ مراد ہو کہ کوئی بھی قرآن میں بغیر سنے ہوئے کچھ کلام ہی نہ کرے کیونکہ صحابہ کرام نے قرآن کی تفسیریں کیں اور آپس میں بہت طرح